لطیفہ ۵۹

حضرت قدوۃ الکبراؒ کی رحلت کے ایام میں فیض وفضل الٰہی کا نزول ملائکہ، رجال الغیب اور بعضے اولیا کا تجہیز وتکفین کے لیے حاضر ہونا

ان نادر نکات اور عجیب کلمات کو جمع کرنے والا تمیں سال تک خواہ سفر ہو یا قیام ہر وقت حضرتؒ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور آپ کے جملہ احوال سے واقف رہا۔

ایک روز حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ میں تمہاری مصاحبت سے پیشتر دوبار بیمار ہوا۔ ان علالتوں میں اس قدر دیکھ بھال اور خدمت کی گئی کہ اس کی شرح ممکن نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ تمام عمر میں چار مرتبہ علیل ہوئے ایک بار روم میں، اس میں کوئی معصوم داخل نہیں ہوا، چنانچہ اس کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔ دوسری بار مدینہ مبارک میں بیمار ہوئے اور یہ بیماری اس قدر بڑھی کہ اصحاب کو زندگی کی امید نہ رہی۔ کامل بیس دن گزرے کہ آخر شب میں بوقت صبح حضرت رسالت پناہ ﷺ کے جمال جہاں آرا کی زیارت ہوئی۔ حضرت ایشاںؒ کے باب میں طرح طرح کی بشارتیں ظاہر فرمائیں پھر آخر میں عنایت فرماتے ہوئے زبانِ دُربار اور گوہر نثار سے ارشاد فرمایا کہ فرزند اشرف! ابھی تمہاری عمر بہت باقی ہے تم غم نہ کرو۔ بہت سے مسلمان اور مومن تمہارے واسطے سے دروازہ وصول میں داخل ہوں گے اور بہت سے صاحبان اور بڑے لوگ تمہارے رابطے سے جامِ حصول نوش کریں گے تیسری بار سید محمد گیسو درازؒ کی خانقاہ گلبرگہ میں علیل ہوئے۔ یہ مرض بہت کم عرصے میں جاتا رہا اور صحت حاصل ہوگئی چوتھی علالت جو دنیا سے آفتاب کی روشنی لے گئی اور طبقات زمین کو تاریک کرگئی، روح آباد میں واقع ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک ایک سو بیس سال تھی جس میں سے بیس سال ایک عزیز پر جس کا ذکر آچکا ہے نثار ہوگئے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے، اکثر اوقات اصحاب و احباب کی مجلسوں میں، اللہ تعالیٰ نے مجھے جن عظیم عطاؤں سے سرفراز فرمایا ان میں میری درازی عمر کی بشارت بھی تھی۔ بہرحال جب محرم کا چاند نظر آیا تو آپ نے خلافِ دستور بہت اور بے حد مسرت کا اظہار فرمایا۔ دوسرے اصحاب متفکر ہوئے۔ حضرت نور العین نے جسارت کرکے (اس خلاف معمول رویے کے بارے میں) استفسار کیا۔ فرمایا کہ بابا یہ مہینہ ہمارے دادا حسین کی شہادت کا ہے اگر موافق ہو تو بہتر ہے احباب نے

بے قراری اور خوف کا اظہار کیا۔ فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا کی مستقل عادت تھی کہ محرم کے عشرے میں عاشورا کرتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ اصحاب سے موافقت کرتے اور ان کے ساتھ دورے پر جاتے، کبھی قلندوں کے سرحلقہ جمشید کو حکم فرماتے کہ قلندروں کی جماعت لے کر دورہ کریں۔ اس سال عشرے میں حضرت ایشاںؒ نہ خود دورے کے لیے نکلے اور نہ حسب معمول حکم فرمایا بس سارے حال میں حیرت سے سروکار رہا بلکہ اس سال عمر مبارک کے آخری ایام حالت حیرت میں گزرے۔ نگاہ آسمان کی جانب رہتی تھی۔ اس سال خاموشی غالب رہی۔ اگر کسی شخص نے توحید و معارف کے باب میں سوال کیا تو تاخیر سے جواب پر متوجہ ہوتے تھے۔ آخر میں فرماتے تھے، یارو! اس سے زیادہ اہم کام درپیش ہے۔ گفت وشنود ہمیشہ اس وقت ہوتی ہے جب بندے کو یقین حاصل نہیں ہوتا اور جو شخص سرحد یقین پر پہنچ جائے تو اس کا کام نسبت ہی سے رہتا ہے۔

اس سال آپ نے ہر عزیز اور ہر بڑے اور چھوٹے اہل صحبت کو نسبت سے اشتغال کا حکم دیا اور اس سال کا عشرہ اصحاب نے تلاوتِ قرآن میں بسر کیا۔ جب عاشورے کا دن آیا تو آپ کے حال میں کسی قدر تغیر نمایاں ہوا۔ اسی روز رحلت کرنے کے درپے تھے کہ شیخ نجم الدین اصفہانی جو شیخ حرم تھے عالم سیر سے آئے اور فرمایا نہیں نہیں فرزند اشرف چند روز (انتظار کرو) [1] ایک مصلحت ہے اس کی تکمیل باقی رہ گئی ہے۔ خود بھی یہاں رہنے کا خود ہی اقرار کیا۔ بیماری کے آثار کم ہوگئے (اس عرصے میں) گرد و نواح کے بزرگ حاضر ہوئے اور عیادت کے شرائط بجا لائے۔ اس وقت ایسی بے تابی بھی نہ تھی کہ اسے تغیر مزاج خیال کیا جاسکے۔ مقررہ وظائف جو آپ ادا فرماتے تھے انہیں پورے فرماتے رہے۔ کسی قسم کے کسل اور تکان کا غلبہ نہ تھا۔ حضرت مخدوم زادے قطب عالم بطریق سیر آئے اور شیخ الاسلام رومی بھی تشریف لائے۔ حضرت مخدوم زادے نے بسلسلۂ عیادت کہا کہ بھائی اشرف! حضرت مخدومی کے اسرار اور آثار کے جامع اور یادگار ہیں۔ ان کی حیات اور زیادہ ہوگی اور بیماری صحت میں مبدل ہوگی کہ صحرائے طلب کے گم گشتہ گروہ اور وادیِ مشقت کے راہ نایافتوں کو وصول کے شفاف پانی سے بہرہ مند اور سیراب فرمائیں، قطعہ:

وجودت در جہاں باقی بماند
کہ مردم بہرور گردند از تو
(آپ کا وجود دنیا میں باقی رہے گا تاکہ لوگ آپ کی ذات سے بہرہ مند ہوں)
توئی آں چشمۂ خورشیدِ عرفاں
کہ ذرّانند نیرومند از تو

---

[1] مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۴۰۷ پر بغلی سرخی دی ہے "مادہ تاریخ وفات سیّد اشرف جہانگیر اشرف المومنین"، لیکن اس پورے صفحے پر ایسی کوئی عبارت نہیں ہے جس سے مادۂ تاریخ کی نشان دہی ہوتی ہو۔ اس صورت میں مترجم نے یہ ذیلی سرخی ترجمے کے متن میں تحریر نہیں کی۔

(آپ آفتابِ عرفان کا ایسا چشمہ ہیں کہ آپ سے ذرّوں کو تاب وتوانائی ملتی ہے)

آپ نے فرمایا کہ بعدازیں مخدوم زادے کو بقا اور صحت ارزانی ہو کہ ہمارے اور محبوب کے درمیان ہلکا سا پردہ رہ گیا ہے، کیا (مخدوم زادے) نہیں چاہتے کہ دوست دوست کے ساتھ پیوست ہوجائے۔ بیت:

دل زتن عریاں شدہ جاں از خیال
می خرامد در نہایات الوصال

(دل جسم سے آزاد ہوگیا، جان خیال سے رہا ہوگئی اب (الٰہی) وصال کی حدوں میں سیر کرتی ہے)

ان کلمات کے سنتے ہی اہل مجلس پر کیفیت طاری ہوگئی۔ ہر مصاحب وجد و رقت کے عالم میں پہنچ گیا۔ تاریخ پندرہ محرم سنہ سات سو اٹھانوے کو اخیار اور ابرار آئے اور آپ کے ساتھ صحبت رکھی۔ اِن حضرات نے عرض کیا کہ اے دائرہ وجود کے نقطے اور پرکارِ مقصود کے مرکز! اگر اکابر کی رحلت میں چند روز حل وعقد کی خاطر تاخیر ہوجائے تو کیا ہوگا اور وہ اسی سفلی خاک دان میں رہیں تو بہتر ہی ہے۔ حق تعالیٰ نے مقصود کی کنجی آپ کے ہاتھ میں دی ہے اگر چاہیں تو رہیں چاہیں تو منتقل ہوجائیں۔ فرمایا کہ اے اخیار و ابرار! بارہ سال کا عرصہ گزرا کہ آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجی مجھے سونپی گئی ہے کہ تم تصرف میں لاؤ لیکن میں نے بہ خیالِ ادب تصرف نہیں کیا۔ زندگی کی لگام میرے سپرد کی گئی ہے۔ اگر چاہوں تو رہوں لیکن میں کب تک اس خاک دان سفلی میں رہوں گا۔ مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ اب میں گلزار علوی کی جانب پرواز کرنا چاہتا ہوں، قطعہ:

منم مرغِ گلزار قدسم چرا
بوم دامِ درپائے بندِ زمیں

(میں گلزارِ قدس کا طائر ہوں، میں زمین کے پابند جال میں کس طرح رہ سکتا ہوں)

قفص بشکم بال و پرزورواں
شوم سوئے آں گلستانِ یقین

(اپنے بال و پر کی قوت سے قفس توڑ کر گلستانِ یقین کی جانب پرواز کر جاؤں گا)

حضرت قدوۃ الکبراؒ کی خدمت میں اوتاد، ابدال اور دیگر اہل خدمت کا حاضر ہونا

۱۶ تاریخ کو ابدال آئے اور انہوں نے عیادت کی اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے لشکر کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ[۱] (راستی اور عزت کی بیٹھک میں قدرت والے بادشاہ کے پاس) کے تخت پر جلوس کرتا ہوں۔ قطعہ:

---

[۱] پارہ ۲۷۔ سورہ القمر، آیت ۵۵۔

کسے کہ جائے بر اورنگِ آں زمیں دارد
شہنشہے ست کہ کونین در نگیں دارد
(جوشخص کہ اس زمین کے تخت پر بیٹھتا ہے وہ ایسا بادشاہ ہے کہ کونین اس کے زیرِنگین ہے)
زشیر بیشۂ سفلی چہ رنگ برگیرد
زشیرویہ کہ قدم برسر عریں دارد
(وہ بہادر اور جری شخص جو (پر ہیبت) جنگل میں قدم رکھتا ہے وہ عالم سفلی کے شیر سے خوف نہیں کرتا)

۱۷/ تاریخ کو اوتاد تشریف لائے۔ آپ کی صحبت سے حد سے گزر گئے اور شادمانی کا اظہار کیا۔ عیادت کے شرائط بجائے لائے۔ اوتاد نے کہا، منصبِ کبریٰ چھوڑ رہے ہو۔ فرمایا اسی فکر میں ہوں ابھی طے ہوا ہے۔ جب اوتاد اپنی اپنی سرحدوں کی جانب روانہ ہوگئے تو حضرت ایشاںؒ کو روح کی نیستی ہوئی۔ تین روز تک جسم مبارک پڑا رہا۔ اوقاتِ نماز میں بغیر ہوش کے حرکت کرتا، اور اشارے سے نماز ادا فرماتے۔ جب تیسرا دن ہوا تو حالت بحال ہوئی۔ لوگوں نے حال معلوم کیا تو فرمایا کہ حال نجم الدین اصفہانی بتائیں گے۔ شیخ نجم الدین جب سے آئے تھے رحلت کے وقت تک واپس نہیں گئے۔ حضرت نور العین نے حضرت نجم الدین سے (حضرت قدوۃ الکبراؒ کی کیفیت کے بارے میں) دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے جن بقیہ امور کے بارے میں خبردار کیا تھا، ان تین دنوں میں حضرتؒ نے ان کی تکمیل فرمائی اور یہاں میرے موجود ہونے کا سبب بھی یہی تھا۔ الحمد للہ مقصود تک پہنچ گئے۔

تاریخ ۲۰ تا ۲۳ (محرم) گرد و نواح کے لائق اور بڑے لوگ حاضر ہوئے۔ آپ نے ہر آنے والے کو بشارت دی اور سعادت کے لیے دعا کی۔ (مذکورہ) تین روز میں اس قدر مخلوق توبہ، انابت اور خلافت سے سرفراز ہوئی کہ اس کی تفصیل خدا ہی کو معلوم ہے۔ اشراف الملک جو ولیِ ولایت تھا بارہ ہزار اشخاص کے ساتھ شرفِ ارادت سے مشرف ہوا۔

ماہ محرم کی چاند رات سے کوئی دن ایسا نہ ہوگا کہ جس دن روضے پر توجہ نہ فرمائی ہوگی، حالانکہ جمشید قلندر جو پانچ سو قلندروں کا سردار تھا، بارہ سال سے اسی اہتمام میں مصروف رہا، اس کے باوجود چھوٹے بڑے مریدوں اور کامل و ناکامل اصحاب میں سے کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جس نے روضے کے کام میں ہاتھ نہ بٹایا ہو۔ سات بار کعبے شریف سے آبِ زمزم لا کر حوض میں ڈالا گیا۔ زیادہ تر پودے اپنے دستِ مبارک سے لگائے تھے۔ ایک مرتبہ بنگالے سے سپاری کا پودا لائے تھے، نماز عصر ادا کر کے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اس پودے کو لگانے میں ذراسی تاخیر ہوگئی (حتیٰ کہ) بلال موذن نے نماز مغرب کی اذان دی، جیسے ہی آپ نے جلدی کی تو وہ تسبیح جو آپ کے دوشِ مبارک پر پڑے ہوئے رومال میں تھی ٹوٹ گئی اور خرما کے دانوں سے ہر دانہ ادھر ادھر بکھر گیا۔ جب نماز ادا فرمالی تو اصحاب نے دانوں کو چن کر آپ کے دستِ مبارک میں دیے۔ انہیں دھاگے میں پرویا، جب گنا تو ایک دانہ کم تھا، آپ نے دھاگے کا سرا باندھ دیا۔ (کچھ دیر بعد) شیخ کمال دانہ ڈھونڈ کر

لائے۔ آپ نے فرمایا، بہت خوب اب سررشتہ اچھی طرح بندھ گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس دانے کو بکر کے درخت کی شاخ پر نصب کر دیا اور فرمایا، اے بیج تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے درخت ہوجائے گا اور پھل دے گا اور میری تسبیح کے دھاگے کا نشان نہ رکھے گا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر روضے کے درمیان رکھنا اور اینٹوں سے تیار کرنا۔ اس کی چوڑائی اس حد تک ہو کہ نماز ادا کی جاسکے اور لمبائی قد کے برابر ہو۔ قبر کی تہہ کی سطح اینٹیں رکھ کر ایک ہاتھ بلند رکھنا حسب الحکم مرقد تیار کر دیا گیا۔ مرقد کی تیاری میں حضرت نور العین، حضرت شیخ دُرّ یتیم، حضرت شیخ معروف الدیموی، قاضی حجت اور چند دوسرے لوگوں نے حصّہ لیا۔ جب روضے اور اس کے مقدس درودیوار کی تکمیل ہوگئی تو بہ نفس نفیس تشریف لائے اور ہر گوشے کا معائنہ کیا۔ بعض نئے لگائے گئے پودوں کی تحسین فرمائی آخری دن مولسری کا ایک پودا لگایا۔ کچھ دیر احباب و اصحاب سے جدا ہونے کا تاسف اور افسوس فرماتے رہے اصحاب میں ہر ایک زاروزار رونے لگا۔ حضرت نور العین بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو قدوۃ الکبرا کے قدموں میں گر پڑے، قطعہ:

مرا بگزار تنہا در غریبی
کہ غربت برتراز جاں کندنم نیست
(مجھے غریبی میں تنہا چھوڑ دو کہ غربت میری جان کنی سے بدتر ہے)

چواز خاکم بر آوردی بخاکم
میفگن کیں نجاک افگندنم نیست
(مجھے میری خاک کے ساتھ خاک میں ڈال دیا۔ ایسا نہ کرو کہ یہ مجھے خاک میں ڈالنا نہیں ہے)

چراز ماجدامی مانی اے شاہ
ازیں فرقت رواں جاں بردنم نیست
(اے بادشاہ مجھ سے جدا کیوں ہو رہے ہو، اس فرقت سے میری جان لینا روانہ ہونا نہیں ہے)

مرواز بر کہ در بر جانم از تو
چوجاں از برشود جاں بندنم نیست
(میرے پہلو سے نہ جاؤ کیونکہ میری جان تیرے پہلو میں ہے، جب جان از بر ہوجائے تو میری جاں بندی نہیں ہے)

منم چشم و تو نور العین مائی
چو نور العین شدپا بندیم نیست
(میں آنکھ ہوں اور تم میری آنکھوں کی روشنی ہو۔ جب آنکھوں کی روشنی حاصل ہے تو میں پابند نہیں ہوں)

آپ نے حضرت نور العین کا سر مبارک اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور بغل میں لیا۔ حضرت نور العین کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے اور یہ لطف انگیز اور عنایت آمیز باتیں ان سے فرمائیں کہ:

''بابا حاجی عبدالرزاق مجھے اپنے سے جدا نہ جانو۔ میری روحانیت گنجہ کے گوشہ نشین کی روحانیت سے کم نہیں ہے جو فرماتے ہیں، قطعہ:''

مداں خالی از ہم نشینی مرا
کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
(مجھے اپنی ہم نشینی سے خالی نہ سمجھو، اگر تم مجھے نہیں دیکھتے تو میں تمہیں دیکھتا ہوں)

منم کار فرمائے احوالِ تو
سخن وار ہمراہ اقوالِ تو
(میں ہی تمہارے احوال کا کارفرما ہوں، بات کی مانند تمہارے اقوال کے ساتھ ہوں)

تو سودِ منی و مرا مایہ داں
بہر جا خرامی مرا سایہ داں
(تم مجھے سرمایہ خیال کرو اور تم میرا نفع ہو۔ تم جہاں بھی جاؤ مجھے سایہ تصور کرو)

اصحاب کی نسبت بھی یہی الطاف ارزانی رکھے کہ مجھے اپنے آپ سے جدا خیال نہ کریں۔ میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ یہ بشارت اور سعادت کا اشارا جملہ اصحاب اور احباب کو دے کر سرفراز فرمایا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اس بشارت پر فاتحہ پڑھی اور دوسری بار گلزار روضہ اور لالہ زار مقدسہ کی سیر کی۔ حوض کی تعریف فرمائی کہ ہم نے اس پر بڑی محنت صرف کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ بے مثال مرقد و مسکن کی صورت اختیار کرلے گا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے جب یہ کام جمشید قلندر کے سپرد کیا تھا تو فرمایا تھا کہ اے جمشید! میرے لیے ایسا مکان کھڑا کرو کہ چشم آفتاب نے اس کی مثل مکان نہ دیکھا ہو بلکہ آسمان کے گوشِ ہوش نے نہ سنا ہو۔ مثنوی:

برآراید زلطفِ لایزالی
مکان کز فیض نبود گاہ خالی
(لطفِ الٰہی سے ایسا مکان تعمیر کرے جو کبھی فیض سے خالی نہ ہو)

ہوایش دل کشاو روح پرور
صفایش جاں فزا روح آور
(اس کی ہوا دل کشا اور روح پرور ہو، اس کی صفائی جاں فزا اور تسکین دینے والی ہو)

بود از روضۂ فردوس اعلیٰ
زباغِ سدرہ ہر شاخ بالا
(وہ گلزارِ جنت سے بڑھ کر ہو اور اس کی ہر شاخ باغِ سدرہ سے بلند ہو)

چناں جایش بود در دورِ دوّار
کہ ایں نقطہ بود دورانش پرکار
(زمانے کی گردش میں وہ ایسے مقام پر ہو کہ وہ اس کی گردش کے پرکار کا مرکزی نقطہ بن جائے)

کسے کودر جہاں پرکار گردد
زسرپا کردہ در اقطار گردد
(وہ شخص جو دنیا میں پرکار بن جاتا ہے، سر کے بل اطرافِ عالم میں گردش کرتا ہے)

نہ بیندایں چنیں جائے دل آرا
اگرچہ می کند درسیر سر پا
(ایسا شخص ایسی دل آرا جگہ نہ دیکھ پائے گا خواہ سیر میں اپنے سر کو پاؤں بنالے)

بگرد روضہ جاری چشمۂ نوش
کہ آب خضر زو گردد فراموش
(روضے کے گرد شہد کا چشمہ جاری ہے جس کے سامنے آبِ حیات کی کوئی حیثیت نہیں)

سکندر آب حیواں را طلب گار
نبودے گر چشیدے آبش از چار
(اگر اس باغ کا پانی پی لیتا تو سکندر ہرگز آبِ حیات کی خواہش نہ کرتا)

بجز ایں روضۂ فردوس آسا
نباشد سالکاں را فیض افزا
(جنت کی مثل اس روضے کے علاوہ کوئی جگہ سالکوں کے لیے فیض افزا نہیں ہے)

چو مردم روحِ فیض آباد دانند
ازاں رُو نام روح آباد خوانند
(اس مقام کو لوگ ایسی روح خیال کرتے ہیں جو فیض سے آباد ہے، اسی لیے اسے روح آباد کہتے ہیں)

جب حضرتؒ کا دل باغ کی تفریح اور لالہ زار کی سیر سے شگفتہ ہوگیا تو فرمایا، انشاء اللہ تعالیٰ جو شخص اس روضۂ مکرم

میں آئے گا، فیض سے بے نصیب نہ رہے گا اور ہر وہ شخص جو دنیا میں اس کا[۱] اندازہ کرے گا اسے برکت نہ ملے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ستائیسویں تاریخ کو صبح کی نماز کی ادائیگی کے وقت امام حضرات حاضر ہوئے۔ بائیں جانب کے امام کو جماعت کے پیش نماز کی جگہ آگے کر دیا۔ لوگ حیران تھے کہ آج حضرت قدوۃ الکبراؒ نے خلاف عادت حکم فرمایا۔ یہ فکر کا مقام ہے۔ حضرت نور العین نے فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ آج خانہ روزگار کو تاریک کر دیں گے کہ بائیں جانب کے امام کو خود آگے بھیج دیا ہے یہ اپنی جگہ تفویض کرنے کا اشارہ ہے۔ جب مقررہ وظائف سے فارغ ہوگئے اور نمازِ اشراق بھی اپنے مصلّے پر حسبِ معمول ادا فرما چکے تو حرم روضہ کے اندر تشریف لائے اور ایک شخص کو دروازے پر بٹھا دیا کہ میں جس کسی کو طلب کروں وہی اندر آئے اور اس باب میں سخت تاکید فرمائی کہ ہرگز کسی کو اندر نہ آنے دو۔ ابیات

مرا امروز بایا رانست سرکار
دریں خلوت سرا اغیار مگزار

(مجھے آج کل اپنے دوستوں ہی سے سروکار ہے۔ اس خلوت گاہ میں اغیار کو داخل نہ ہونے دو)

بجز از زمرۂ یاران محرم
کہ با ایناں سرو سرکار دارم

(یارانِ محرم کے گروہ کے سوا (کسی سے تعلق نہیں) بس انہیں سے سروکار رکھتا ہوں)

سوئے خلوت سرائے یار جانی
چو خواہم شد برائے مہربانی

(دوست جانی کی خلوت سرا کی طرف حصولِ عنایت کے لیے جاؤں گا)

بیاراں خواہم از اسرار گفتن
بالماسِ معانی دُرّ سفتن

(اسرار کی باتیں دوستوں ہی سے کروں گا انہیں کے لیے الماس حقیقت کے موتی پروؤں گا)

کسے کو قابلِ اسرار باشد
سزائے گفتن ایں کار باشد

(جو شخص اسرار سمجھنے کے لائق ہوگا وہی یہ بات بتانے کے لائق ہوگا)

---

[۱] مطبوعہ نسخے کے صفحے ۴۰۹ پر یہ عبارت ہے "وہر کسے کہ مثالِ او در جہاں خواہد کرد مبارکش نخواہد آمد انشاء اللہ تعالیٰ" اس عبارت کا یہی ترجمہ ممکن ہے جو اُردو متن میں پیش کیا گیا ہے۔

بیاید تابہ وے اسرار گویم
دگر سوئے حریمِ شاہ پویم

(ایسا لائق شخص میرے پاس آئے تا کہ میں اسے اسرار کی باتیں بتاؤں ورنہ پھر میں بادشاہ کے حریم میں چلا جاؤں گا)

کہ مرغِ بوستاں دردام تاکے
چو بلبل بے گل آرام تاکے

(آخر باغ کے طائر کی طرح کب تک جال میں رہوں گا اور کب تک بلبل کی مانند بغیر گل آرام کے رہوں گا)

کافی عرصے تک اخیار و ابرار آتے رہے اس کے بعد بہت وقت تک اوتاد و ابدال آئے، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سپہ سالار اور اولیائے زمانہ کی ایک جماعت جیسے حضرت علی ثانی، شیخ عبدالسلام ہروی، قاضی ابوالمکارم خجندی، حضرت شیخ معروف الدیموی، شیخ محمد دریتیم، میرتنگر قلی قلنچاق، شیخ حیدر قپچاق، شیخ ہر علی ارلات اور اصحاب و احباب آئے۔ شیخ نجم الدین اصفہانی بذات خود پہلے ہی آ چکے تھے۔ علاقے کے جو بھی چھوٹے بڑے لوگ تھے سب حاضر ہوئے۔

حضرت ایشاں نے اخیار، ابرار، رجال الغیب، اوتاد اور اماموں سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ آپ لوگوں کے درمیان رکھا تھا۔ اب اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً [1] (تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح سے کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش) کا حکم بجالانے کا وقت آ پہنچا ہے اور مجھے اس حکم کی تعمیل بہرحال کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے میرا جانشین مقرر ہو چکا ہے۔ قیامت تک میری جگہ جانشینوں کو منتقل ہوتی رہے گی۔ آپ کو چاہیے کہ میرے بعد کسی طرح کا غم نہ کریں اور صورتاً و معناً اپنے ساتھ خیال کریں۔ میں آپ سب سے فرزند نور العین کی حمایت اور مدد کا خواستگار ہوں، ہرگز ہرگز ان کی مدد سے دریغ نہ کریں۔ (اس وصیت کو) مخاطبین میں سے ہر ایک نے بچشم قبول کیا۔ آپ نے (اپنا) سجّادہ نور العین کے سپرد کیا اور فاتحہ پڑھی۔ اخیار، ابرار اور جماعت میں سے ہر ایک نے جو حاضر تھا، ان کی دست بوسی کی اور مبارک باد دی۔ اس کے بعد کاغذ کے چند سادہ ورق ساتھ لے کر قبر میں داخل ہوئے۔ ایک رات اور ایک دن قبر میں رہے۔ قبور کے واقعات اور نورِ حضور سے شرف پانے کے جو مشاہدات رونما ہوئے، انہیں اوراق میں تحریر کیا اور اس رسالے کا نام ''بشارت المریدین'' رکھا اس میں تمام نکات تفصیل سے تحریر کیے گئے ہیں جو رسالے کے مطالعے سے معلوم ہوں گے۔ مجمل طور پر صرف اس قدر تحریر کیا جا سکتا ہے کہ ستر ہزار یمنی مرد آئے اور غسل دیا۔ رجال الغیب نے پانی ڈالا اور اوتاد نے کفنایا، پھر آپ کے جنازے کو عرش پر لے گئے وہاں آسمان اور زمین کے فرشتے حاضر کیے گئے۔ اس کے بعد ندائے غیبی نے اعلان کیا، ''اشرف ہمارا محبوب ہے، چند روز دنیا کی تکلیفوں کی آزمائش میں رہائی۔ اب وہ حب الوطن من الایمان [2]

---

[1] پارہ۔۳۰، سورہ الفجر، آیت ۲۸

[2] (اصلی) وطن کی محبت ایمان سے ہے۔

کے مصداق اپنے اصلی مرکز میں آ گئے ہیں اور انہوں نے فِیۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡکٍ مُّقۡتَدِرٍ[1] (راستی اور عزت کی بیٹھک میں قدرت والے بادشاہ کے پاس) کے تخت پر جلوس فرمایا ہے۔'' حق تعالیٰ ہر مومن اور مسلمان کو اس مرتبے کے شرف سے مشرف فرمائے، **بالنبی و الہ الامجادہ۔**

---

[1] پارہ ۲۷۔سورۂ قمر، آیت ۵۵